محافلِ قراءت کی شرعی حیثیت

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

بسم اللہ حامدا و مصلیا ! محافل قراءت جس طرح سے ہمارے معاشرے میں رائج ہو چکی ہیں لوگوں کے ذہنوں میں اِس کی شرعی حیثیت کے بارے میں سوال اُٹھتا رہتا ہے۔ بعض وجوہ سے اِس کے جواز پر اطمینان نہ تھا جس کا بعض حضرات کے سامنے اظہار بھی کیا۔ بعض اہل علم حضرات نے تقریباً دو سال قبل اِس بارے میں ایک استفتاء بھی مرتب کر کے دیا لیکن دیگر مصروفیات کی وجہ سے اِس پر لکھنے کا موقع نہیں ملا۔ اِسی دوران جامعہ دار العلوم اسلامیہ لاہور کی جانب سے محافل قراءت کے عنوان سے حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کا ایک مقالہ تقسیم کیا گیا۔ اس رسالہ کے بعض مندرجات سے اتفاق نہ ہوا لیکن پھر بھی کچھ لکھا نہ جا سکا۔ ابھی چند دن پہلے جامعہ صدیقیہ لاہور کے اُستاد قاری حبیب الرحمٰن سلمہ نے ''محفل قراءت'' کے نام سے ایک رسالہ چھپوا کر تقسیم کیا۔ ایک نسخہ مجھے بھی دیا۔ اب اور کاموں کو مؤخر کر کے میں بنامِ خدا محض ضروری بات لکھنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ وَاللّٰہُ یَھْدِی السَّبِیْلَ.

قاری حبیب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں :

> ''رسول اللہ ﷺ کے دورِ اقدس میں قراءت قرآن، سماع قرآن اور مدارسہ قرآن کی مثالیں ملتی ہیں، گو محفل قراءت کی مروجہ صورت تو اُس وقت نہ تھی مگر ایک جگہ جمع ہو کر ایک قاری تلاوت کرے اور باقی سنیں اور اسی طرح قرآن کریم کے حلقے لگیں اور حلقے میں شریک ہر ایک آدمی پڑھے اور باقی سنیں اِس کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے۔'' (محفل قراءت صفحہ ۲)

قاری صاحب کی یہ بات درست ہے کہ محفل قراءت کی مروجہ صورت رسول اللہ ﷺ کے دور میں نہ تھی۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ زمانہ خیر القرون میں بھی نہ تھی۔ اس سے یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ پھر محفل قراءت کی مروجہ صورت کے جواز کی کیا دلیل ہے؟

1- ہم کہتے ہیں کہ محفل قراءت کی مروجہ صورت کے جواز کی کوئی دلیل موجود نہیں اور دیگر مفاسد سے

صرفِ نظر کرتے ہوئے اِس کے عدم جواز کی اصل دلیل یہ ہے کہ اِس میں ایک مستحب کام کے لیے تداعی ہوتی ہے جو بذاتِ خود صحیح نہیں۔

عدم جواز کی اس دلیل کے خلاف حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

(i) تجوید کے ساتھ قرآن پاک کا لوگوں تک پہنچانا واجب ہے کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اور اِرشاد نبوی ہے بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً ۔

(ii) قراءت قرآن کی عملی تبلیغ ہے۔

مفتی جمیل احمد صاحب رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا استدلال اس طرح ہے کہ لوگوں کے سامنے تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنا واجب ہے کیونکہ وہ قرآن کی عملی تبلیغ ہے اور واجب کے لیے تداعی ہوسکتی ہے لہٰذا لوگوں کو اکٹھا کر کے مروجہ طریقہ پر محفل قراءت کا انعقاد جائز ہے۔ قاری حبیب الرحمٰن سلمہٗ بھی اپنے رسالہ میں اِس سے اتفاق کرتے ہیں۔

جواب میں ہم کہتے ہیں کہ قرآن پڑھنے اور سننے کی دو صورتیں ہیں :

(i) ''تبلیغ کی'' جیسا کہ قرآن پاک کے درس یا تجوید وغیرہ کی تعلیم میں ہوتی ہے کہ پڑھ کے بھی دکھایا جاتا ہے اور مشق بھی کرائی جاتی ہے۔

(ii) ''ذکر کی'' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم مجھ کو قرآن پڑھ کر سناؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ کیا میں آپ کو سناؤں حالانکہ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہو۔ (محافل قراءت ص ۲۰)

اس صورت کو تعلیم وتبلیغ پر محمول کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

اِن دو میں سے پہلی صورت کی شرعی حیثیت واجب کی ہے جبکہ دوسری صورت کی حیثیت مستحب کی ہے۔

ہماری بات سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن پاک کی جو تلاوت دوسرے کے سامنے کی جائے اُس کو یہ سمجھنا کہ وہ لامحالہ تبلیغ وتعلیم ہے دُرست نہیں۔

اب ہم کہتے ہیں کہ محفل قراءت میں قرآن پاک پڑھنے اور سننے کی صورت تعلیم وتبلیغ کی نہیں بلکہ ذکر کی ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک تو مشاہدہ بتاتا ہے کہ محفل میں اکثر تعداد اُن علماء، قراء اور طلبہ کی ہوتی ہے جو

قرآن پاک کو صحیح طریقے سے پڑھنے کو پہلے ہی جانتے ہیں۔ دوسرے عوام بھی ہوں تو اُن کے پیش ِنظر حسن صوت اور حسن لہجہ ہوتا ہے۔

اس پر محفل میں پڑھنے والے اگر یہ کہیں کہ ہم تو تعلیم و تبلیغ کی نیت سے پڑھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ لوگ بھی اپنی قراءت کو بہتر بنانے کی نیت سے سنتے ہوں گے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں قرآن پاک اور اُس کی تجوید کی تعلیم کے طریقے متعین اور معروف ہیں۔ محفل قراءت میں تعلیم کا تصور سرے سے معروف نہیں لہٰذا یک طرفہ نیت سے محفل کی شرعی حیثیت نہیں بدلے گی۔

2- قراءت قرآن کے لیے تداعی کے جواز کی ایک دلیل حضرت مفتی جمیل احمد رحمہ اللہ نے یہ ذکر کی کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی لوگوں کو جمع کر کے قرآن سنایا۔ وہ واقعہ یہ ہے :

" حضور نے لوگوں کو فرمایا کہ سب جمع ہو جاؤ۔ میں تم کو ایک تہائی (1/3) قرآن مجید سناؤں گا۔ جو جمع ہونے تھے ہو گئے۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور سورة قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تلاوت فرمائی۔ پھر اندر تشریف لے گئے تو ایک صحابی نے دوسروں سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی آسمانی حکم آیا ہوا ہے اِسی لیے پھر اندر داخل ہو گئے۔ پھر حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم کو ایک تہائی قرآن مجید سناؤں گا تو سن لو یہ سورة ایک تہائی قرآن مجید کے برابر ہے۔ (محافل قراءت ص ۲۰)

حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کا اِس واقعہ سے استدلال تعجب خیز ہے کیونکہ اِس حدیث سے واضح ہے کہ وہ اجتماع اس لیے کیا گیا تھا کہ اُمت کو ایک حکم یعنی سورہ اخلاص کے ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہونے کی تعلیم دی جائے۔ مروجہ محفل قراءت کے لیے تداعی و اہتمام کو حدیث میں مذکورہ مقصد کی خاطر اجتماع و اہتمام پر قیاس کرنا تو قیاس مع الفارق ہے۔

3- حضرت مفتی جمیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے محفل قراءت کا ایک فائدہ یہ شمار کرایا ہے کہ اِس سے کلام پاک کو بے عیب طریقہ سے پڑھنے کا شوق دِلایا جاتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اِس فائدے سے انکار نہیں لیکن جب ہمیں مروجہ محفل قراءت کی شرعی حیثیت معلوم

ہوگئی کہ ناجائز ہے تو اُس فائدے کو حاصل کرنے کے لیے ناجائز کو ذریعہ بنانا درست نہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے میلاد النبی کے سلسلہ میں مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے ساتھ اپنی مکاتبت میں تحریر فرمایا کہ :

''فی الحقیقت جو اَمرِ خیر کہ بذریعہ نامشروع حاصل ہو وہ خود ناجائز ہے۔''

ورنہ تو محفل میلاد جو تداعی کر کے منعقد کی گئی ہو اُس میں بھی یہ فائدہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت وسنت معلوم کرنے کا شوق دلایا جا سکتا ہے۔

دارُالافتاء خیر المدارس کی غلط فہمی اور اُس کا اِزالہ :

جامعہ خیر المدارس ملتان کے دارالافتاء سے 19 اگست 2004ء کے فتویٰ نمبر 6/77 میں درج ہے کہ :

''مذکورہ مفاسد سے خالی ہونے کی صورت میں لوگوں کی ترغیب کے لیے محفل حسن قراءت کا انعقاد دُرست معلوم ہوتا ہے کیونکہ .... حضور ﷺ سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن سنانا اور اُس کے لیے جمع ہونا ثابت ہے''۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَلَسْتُ فِیْ عِصَابَۃٍ مِّنْ ضُعَفَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَاَنَّ بَعْضَھُمْ یَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِّنَ الْعُرِیِّ وَقَارِیٌٔ یَّقْرَأُ عَلَیْنَا اِذَا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَیْنَا. فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکَتَ الْقَارِیُٔ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا نَسْتَمِعُ اِلٰی کِتَابِ اللّٰہِ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَھُمْ. (مشکوٰۃ شریف)

''حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں میں ضعفاء مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھا جن کی یہ حالت تھی کہ لباس کی تنگی کی وجہ سے ایک دوسرے کے ذریعہ ستر پوشی کر رہے تھے اور ایک قاری ہمارے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے۔ جب آپ آ کر کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہوگئے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا پھر پوچھا تم کیا کر رہے تھے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کی کتاب کو سن

رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ بنائے کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اپنے آپ کو اُن کے ساتھ رکھوں۔''

اس حدیث پاک سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن سننے کے لیے اجتماع ثابت ہوا۔

ہم کہتے ہیں کہ خیر المدارس کے دارالافتاء نے نہ تو قراءت کے بصورت تعلیم اور بصورت ذکر ہونے کے درمیان فرق کیا اور نہ ہی اِس بات کو پیشِ نظر رکھا کہ حدیث میں مذکور اجتماع کے لیے تداعی ہوئی تھی یا نہیں؟ دوسری بات اِس وجہ سے اہم ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے فارغ اوقات مسجد میں گزارتے تھے اور اس طرح مختلف حلقے خود بخود لگ جاتے تھے اور کسی بھی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ ذکر اور بصورت ذکر تلاوت کے لیے تداعی کی گئی ہو۔ لہٰذا اگر وہ قراءت بصورت ذکر تھی تو خیر المدارس کے دارالافتاء کو اپنا مدعا ثابت کرنے کے لیے تداعی کو ثابت کرنا ہوگا کیونکہ مروجہ محفل قراءت میں تلاوت کی صورت بھی تعلیمی اور تبلیغی ہوتی ہے حالانکہ ہم اُوپر بتا چکے ہیں کہ امرِ واقعہ ایسا نہیں ہے۔ اِن دو باتوں کو ثابت کیے بغیر خیر المدارس کا فتویٰ سعی لا حاصل ہے۔

قراءتِ قرآن کے متبادل جائز طریقے :

1- مسجد کے امام وخطیب اگر خود اچھے قاری ہوں تو وہ کبھی کبھی نماز کے علاوہ بھی نماز سے متصل بعد لوگوں کو ایک دو رکوع اچھے انداز سے پڑھ کر سنا دیں۔

2- کبھی کوئی مہمان قاری آئے ہوں تو اُن سے پڑھوا لیں۔

3- جن قاری صاحبان کے نزدیک اِس طرح سے تبلیغ کی ضرورت ہے وہ وقتاً فوقتاً دوسری مساجد میں جا کر کسی تشہیر کے بغیر نماز کے بعد موجود لوگوں کو قرآن پاک سنائیں۔